فضلُ التوحید
فی بیانِ الشرکِ والتوحید

(خود کو توحیدی گروہ کہلانے والوں کے نظریات وعقائد کا مدلل جواب)

تصنیف لطیف

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد! خیر القرون اور اس کے بعد کافی عرصہ مسلمان خود اپنے لئے دین واسلام کا اطلاق فخر سمجھتا رہا اور سمجھنا بھی چاہئے کہ خود اللہ مالک وخالق عزوجل نے ہمارا نام مسلمان رکھا۔ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (پ7، الحج:78) **ترجمہ:** اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

اور اسلام تو ایسا پسندیدہ اور محبوب لفظ ہے کہ صرف اور صرف امت محبوب کے لئے منتخب فرمایا جیسا کہ نور الانوار (درسی کتاب) میں ہے کہ لفظ دین دوسری امتوں کے لئے تھا، لیکن اسلام حضور نبی پاک ﷺ کی امت کا خاصہ ہے اسی لئے دین موسوی، دین عیسوی، دین ابراہیمی کہا جاتا۔ لیکن اسلام موسوی وغیرہ نہیں یہ صرف ہمارے لئے ہے۔ (الحمد للہ علی ذلک)

اور اس لفظ سے ایسا پیار فرمایا کہ خود اپنے لئے بھی اسی کو منسوب کیا۔ چنانچہ فرمایا: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (پ3، آل عمران:19)

ترجمہ: اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

یعنی اس کے سوا اور کوئی دین مقبول نہیں۔ یہود و نصاری وغیرہ کفار جو اپنے دین کو افضل و مقبول کہتے ہیں۔ یہی بات ہم انہیں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اپنے لئے اسلام کے بجائے کوئی دوسرا لفظ مثلا: توحید کو ترجیح دیتے ہیں۔ بہر حال صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین کو لفظ اسلام بہت محبوب تھا اور ہے اور خود کو مسلمان کہلوانا فخر و سعادت سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں۔

استعمال توحید کی بدعت: خوارج (ابتدائی دور کا انتہا پسند فرقہ) و معتزلہ (عقلی و فلسفیانہ فرقہ) فرقوں کی گمراہی بلکہ اسلام دشمنی تاریخ اسلام میں سورج سے زیادہ روشن ہے۔ ایسے گمراہوں نے اپنے لیے نئی اصطلاح نکالی، یہاں تک کہ معتزلہ تو وہ اپنے لیے اہلُ العدل والتوحید (عدل اور توحید کے دعوے دار) سے بڑھ کر کوئی لفظ گوارا نہ کرتے تھے (شرح عقائد ونبراس وغیرہ)۔[1] گویا اسلام کے بجائے توحید کی ترویج (پھیلانا) اور اشاعت (عام کرنا) کو معتزلہ وخوارج کی مرہونِ منت (ان کے احسان کے سہارے) سمجھا جانے لگا۔ ہمارے دور میں جو لوگ توحید کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں (زور وشور سے اعلان کر رہے ہیں)، یہ بھی دراصل انہی کے مردہ مذہب (باطل اور متروک عقیدے) کو زندہ کرنے (دوبارہ رائج کرنے) کا ایک طریقہ (اسلوب) ہے۔

لیکن بِفَضْلِهٖ تَعَالٰی (اللہ تعالی کے فضل سے) اہلسنت جب تک زندہ ہیں انہیں معتزلہ وخوارج کے مردہ مذہب کو زندہ نہیں ہونے دیں گے بلکہ جو بھی اس غلط تصور کو سامنے لائے گا اسے بھی زندہ در گور کر دیں گے۔ (ان شاء اللہ)

بدعت: جو لوگ توحید پر زور لگا رہے ہیں، وہ تو خود کو بدعت کے دشمن بتاتے ہیں، لیکن یہ بدعت (دین میں نیا اضافہ) اتنی محبوب (پسندیدہ) کیوں ہے کہ اسلام کی اصلی اصطلاح (بنیادی اور معتبر نام) کے بجائے نو پید (بدعت) کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے، کہ خود کو مسلمان کہلوانے کے بجائے توحیدی، موحد (اللہ کی وحدانیت کے دعوے دار) کہلوانا فخر (اعزاز) سمجھتے ہیں۔ اس میں راز کیا ہے؟ یہ ان سے پوچھئے كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ[2]، کو کیوں بھول گئے؟

---

[1] (شرح العقيدة الأصفهانية، فصل :الرد على نفاة الصفات، ص57، المكتبة العصرية – بيروت، الطبعة: الأولى – 1425هـ)

[2] (ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے)۔ (س رضا)

(سنن ابن ماجة، افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، 1/ 15، الحديث 42 ، دار إحياء الكتب العربية – فيصل عيسى البابي الحلبي)

توحید کا تصور: اسلام تو جامع لفظ ہے ہی کیوں کہ اس میں اللہ تعالی کی ذات اور جملہ صفات و افعال کو ماننے کے ساتھ حضور سرور عالم ﷺ کی نہ صرف رسالت بلکہ آپ کے تمام لائے ہوئے احکام کو تسلیم کرنے کا نام اسلام ہے۔ اور لفظ توحید میں یہ تمام جملہ امور نہیں بلکہ اس میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ماننا ہے اور بس اسی لئے تو معتزلہ و خوارج کو اہل اسلام نے گمراہ اور خارج از اسلام بتایا کہ وہ اللہ تعالی کی توحید کے تو عاشق تھے لیکن رسالت مآب ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے احکام کے مخالف۔ اگرچہ بظاہر احکام کے پابند تھے لیکن ان کی تعبیر غلط کرتے تھے۔

توحید کیا ہے: حضرت سید میر شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ،

التَّوْحِيدُ: فِي اللُّغَةِ: الْحُكْمُ بِأَنَّ الشَّيْءَ وَاحِدٌ، وَالْعِلْمُ بِأَنَّهُ وَاحِدٌ، وَفِي اصْطِلَاحِ أَهْلِ الْحَقِيقَةِ: تَجْرِيدُ الذَّاتِ الْإِلٰهِيَّةِ عَنْ كُلِّ مَا يَتَصَوَّرُ فِي الْأَفْهَامِ، وَيُتَخَيَّلُ فِي الْأَوْهَامِ وَالْأَذْهَانِ..

التَّوْحِيدُ: ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ: مَعْرِفَةُ اللهِ تَعَالَى بِالرُّبُوبِيَّةِ، وَالْإِقْرَارُ بِالْوَحْدَانِيَّةِ، وَنَفْيُ الْأَنْدَادِ عَنْهُ جُمْلَةً..[3] (رسالہ تعریف الاشیاء، السید شریف الجرجانی)

یعنی توحید کا لغوی معنی ہے کسی چیز کے بارے میں حکم لگانا کہ وہ ایک ہے اور علم رکھنا کہ وہ ایک ہے۔ اہل حقیقت کی اصطلاح میں توحید کا معنی اللہ قدوس کی ذات مقدمہ کو معبودیت میں ہر ایک اس چیز سے مقدس و مجرد ماننا ہے، جو وہم و گمان میں آسکتی ہو (یعنی تصورات و خیالات میں آنے والی کسی شے کسی فرد یا کسی ہستی کو بھی لائق عبادت نہ جانے صرف اللہ تعالی کو معبود برحق مانے)۔

توحید تین چیزوں کا نام ہے: (۱) اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کے رب ہونے کے اعتبار سے۔ (۲) وحدانیت کا اقرار۔

(۳) اور اس سے ہر شریک کی نفی۔

خلاصہ کلام: توحید وہی ہے جس کا کلمہ طیبہ میں بیان ہے کہ اللہ (عزوجل) کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، معبود برحق صرف اللہ تعالی ہے۔

نتیجہ: توحید صرف لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ پر ایمان لانے کا نام ہے، اور یہ کلمۂ اسلام کا صرف ایک جزء (حصہ) ہے۔ جب تک مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ کلمہ کے دوسرے جزء (دوسرے بنیادی حصے) پر ایمان نہ لائے، مسلمان (اسلام قبول کرنے والا) نہیں ہو گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر موحد (صرف توحید کا اقرار کرنے والا) مسلمان نہیں، ہاں ہر مسلمان موحد ہے۔ اس سے اہلِ فہم کو دعوتِ فکر (غور و تدبر کی دعوت) ہے کہ جو صرف توحید کا دم بھرتا ہے (محض توحید کا دعویٰ کرتا ہے)، وہ اندرونِ خانہ (باطنی طور پر) رسولُ اللہ ﷺ سے خود بھی دور ہے، اور دوسروں کو بھی دور رکھنا چاہتا ہے۔

توحیدی کا پردہ چاک: توحید کی رٹ لگانے والوں کا اندرون خانہ میں منصوبہ ہے کہ رسالت سے ہر طرح بیزاری ہو یا کم از کم اس سے دوری تو ہو جائے کہیں وجہ ہے کہ توحید کی آڑ میں رسالت و ولایت کے تعظیمی امور کو شرک بتایا جاتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کے افعال و صفات سے لفظی تشابہ پر شرک ثابت کر دیا جاتا ہے حالانکہ تمام امت مسلمہ متفق ہے کہ لفظی تشابہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا مثلاً اللہ تعالیٰ "حی" ہے اس کے بندے بھی حیات سے موصوف ہیں اللہ علیم، سمیع، بصیر، خبیر ہے اس کے بندے بھی، جیسا کہ سورۃ الدہر میں فرمایا: فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا (الدہر:31)۔

ترجمہ: تو اسے یعنی انسان کو ہم نے سمیع (سننے والا) بصیر (دیکھنے والا) بنایا۔

---

[3] (كتاب التعريفات، باب: التاء، 1/ 69، دار الكتب العلمية بيروت -لبنان، الطبعة: الأولى 1403هـ-1983م)

ایسے ہی دوسری صفات کا حال ہے اور شرک کی جو اصل تعریف ہے اس کا نام تک نہیں لیا جاتا ہے۔ عقائد کی مشہور اور درس نظامی کے ہر مدرسہ کے نصاب کی کتاب شرح عقائد میں ہے: الْإِشْرَاكُ هُوَ إِثْبَاتُ الشَّرِيكِ فِي الْأُلُوهِيَّةِ، بِمَعْنَى وُجُوبِ الْوُجُودِ، كَمَا لِلْمَجُوسِ، أَوْ بِمَعْنَى اسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ، كَمَا لِعَبَدَةِ الْأَصْنَامِ.[4]

یعنی شرک ثابت کرتا ہے شریک کا الوہیت بمعنی وجوب وجود میں جیسا کہ مجوسی کرتے ہیں یا بمعنی استحقاق عبادت میں جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں۔

محقق اعظم شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بالجملہ شرک سہ قسم است: دروجود، درخالقیت، و درعبادت۔ "(اشعۃ اللمعات و تکمیل الایمان)

خلاصہ یہ کہ شرک کی تین قسمیں ہیں: ایک تو یہ کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے۔ دوسری یہ کہ کسی اور کو اس کے سوا خالق حقیقی جانے۔ تیسری یہ کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرے یا جائز مانے۔

فائدہ: اس تعریف کے بعد غور فرمائیں کہ کوئی مسلمان بھی اللہ کی طرح کسی نبی یا ولی کو واجب الوجود اور خالق اور عبادت کا مستحق نہیں سمجھتا ایسے حقیقت و مجاز اور ذاتی و عطائی کا فرق چھوڑ کر کسی کو نفع و نقصان وغیرہ کے عقیدہ سے شرک ثابت کیا جاتا ہے۔ مثلاً: اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ[5]

(الایت، 206پ9سورۃ اعراف) لکھی اس کا ترجمہ لکھنے کے بعد اس کی تشریح میں لکھا:

"سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزات دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی تو اس لئے انہیں کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کر دیں تاکہ سب لوگوں کو حال معلوم ہو جاوے سو انہوں نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکوں الخ۔"[6] (تقویۃ الایمان، ص۳۹،۳۸)

یہی تقریر ماہر صاحب نے فاران توحید نمبر کے صفحہ ۸ پر: "قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰه" (اعراف:206)

اور صفحہ ۹ پر "قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ" (احقاف:35)

اور "قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىٕنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ" (انعام:165) (الایت) لکھنے کے بعد اپنے خیالاتِ فاسدہ (بگڑے ہوئے نظریات) کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ

---

[4] (شرح مختصر متون العقائد النسفية، ص52،دار المنهل ناشرون، الطبعة: 2014م)

[5] (پ9, الأعراف:206)

[6] (تقویۃ الایمان، الفصل الثانی فی رد الاشراک فی العلم، ص58، مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، غزنی اسٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

"ذاتی اور عطائی (اپنی ذات سے اختیار رکھنے اور اللہ کی عطا سے اختیار پانے) کی جاہلانہ اور گمراہ کن تفریق (نادان اور راہِ حق سے ہٹانے والی تقسیم) کے بت (باطل عقیدے) کو بھی پاش پاش (ٹکڑے ٹکڑے) کر دیا۔ جب نبی کے پاس بھی اللہ کے دیے ہوئے خزانے نہیں ہیں، تو پھر اور کس کے پاس ہو سکتے ہیں؟

جب نفع و نقصان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مالک نہیں ہے، اور انبیاءِ کرام تک اس معاملے میں اپنے عجز (کمزوری) وعدم، اختیار (اختیار نہ ہونے) وقدرت (طاقت نہ رکھنے) کا اظہار کرتے ہیں، تو پھر نبی ورسول سے بڑھ کر ایسا کون سا "اللہ کا پیارا چہیتا" (مقرب بندہ) ہو سکتا ہے جسے ہم اللہ کے دیے ہوئے خزانوں کا مالک، انسانوں کے نفع ونقصان کا مختار اور احوالِ کائنات (کائنات کے حالات) میں مُتَصَرِّف (اختیار کے ساتھ افعال سرانجام دینے والا) مان لیں؟"[7]

جواب: صرف لفظی ترجمہ اور وہ بھی صرف اپنے مطلب تک محدود رہنا اس جماعت کا عام شیوہ ہے ورنہ آیت مذکورہ میں مسلک اہلسنت کی تائید ہے نہ کہ تردید چنانچہ غور فرمایئے اللہ نے فرمایا:

"قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا" (الأعراف:188) **ترجمہ:** تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں۔

یعنی مجھے نفع ونقصان کی ذاتی قدرت نہیں الاماشاء اللہ مگر جو اللہ چاہے یعنی میں اللہ کے چاہنے سے نفع ونقصان کا مالک ہوں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: اِلَّا مَا شَآءَ اللہ (الأعلی:7) کا مطلب یہ ہے میں ذاتی طور سے نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے مجھے مالک بنا دینے سے نفع و نقصان کا مالک ہوں۔ ثابت ہوا کہ آیت میں ذاتی قدرت کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی بھی جس طرح دیوبندیوں وہابیوں کا غلط خیال ہے اور اسی وجہ پر دنیا بھر کے مسلمانوں کو مشرک بنایا جارہا ہے۔

حقیقت و مجاز کی مثال: شریعت میں ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے صفات و افعال اس کے لئے حقیقت اور دوسروں کے لئے مجاز مثلاً: بیٹا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لیکن سیدنا جبریل امین علیہ السلام جناب مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہیں:

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (مریم:98) **ترجمہ:** (میں اس لئے آیا ہوں) کہ تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

غور فرمایئے کہ وہ صفت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص فرمائی مثلاً فرمایا:

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ (49) اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا

(پ25، الشوری:49 اِلی 50)

ترجمہ: پیدا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے۔

لیکن جبریل علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہتے ہیں کہ "میں (اس لئے آیا ہوں) کہ تجھے ستھرا بیٹا دوں"۔

ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام متعدد صفات الٰہیہ کو اپنے لئے ثابت فرماتے ہیں۔

---

[7] (ماہنامہ فاران، جلد9، نمبر3، توحید نمبر، نقشِ اول، ص9، دفتر فاران، کیمبل اسٹریٹ، کراچی)

اَنِّیۡ قَدۡ جِئۡتُکُمۡ بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۬ۙ اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَ الۡاَبۡرَصَ وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ وَ اُنَبِّئُکُمۡ بِمَا تَاۡکُلُوۡنَ وَ مَا تَدَّخِرُوۡنَ ۙ فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ (پ3، آل عمران:50)

ترجمہ: میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں، تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فورا" پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

فائدہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفات (۱) خلق (۲) تکوین (۳) شفاء (نفع دینا) (۴) احیاء (مردے زندہ کرنا) (۵) علم غیب۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے ثابت فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ یہ صفات مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں۔ لیکن توحیدی یہ جملہ صفات اللہ تعالیٰ کا خاصہ بتا کر کسی نبی ولی کے ماننے والوں کو مشرک بتاتا ہے۔ اگرچہ ماننے والا ہزار بار کہے کہ میں یہ صفات نبی ولی کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا مانتا ہوں، لیکن توحیدی ہرگز تسلیم نہ کرے گا۔ چنانچہ توحیدیوں کی اصولی کتاب تقویۃ الایمان کے علاوہ متعدد تصانیف میں لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کے سوا خواہ وہ نبی ہو یا ولی، جن ہو یا فرشتہ کسی اور میں نفع و نقصان، بھلائی و برائی پہنچانے کی قدرت از خود یا خدا کی بخشی ہوئی جاننا اور ماننا شرک ہے۔"[8] (درس توحید، ص۱۶)

"اگر کوئی یہ سمجھے کہ نبی، ولی، پیر، شہید، غوث، قطب کو بھی عالَم میں تصرف کرنے کی قدرت از خود ہے یا اللہ پاک نے ایسی قدرت ان کو بخشی ہے وہ شخص از روئے کتاب اللہ و حدیثِ رسول اللہ مشرک ہو جاتا ہے۔"[9] (درس توحید، ص۷)

نبی کریم علیہ السلام بے بس و عاجز (معاذ اللہ): اس قاعدے پر تو خود امام الانبیاء حبیبِ کبریا ﷺ کو بھی بے بس و عاجز ثابت کیا جاتا ہے۔ مثلاً دلائل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ

"آپ (ﷺ) کا گھر سے بے گھر ہونا، وطن سے بے وطن ہونا، دندانِ مبارک شہید ہونا، پیشانیِ مبارک زخمی ہونا، جسمِ اطہر (پاکیزہ جسم) کا سنگ باری (پتھراؤ) سے لہولہان ہونا (خون میں لت پت ہو جانا)، ساحر (جادوگر)، کاہن، کاذب، صابی (بے دین) مجنون وغیرہ کے القاب پانا، کفار کا سبّ و شتم (گالیاں دینا)، لعن طعن سے پیش آنا، آپ کو برادری سے باہر کیا جانا، لین دین، کھانا پینا موقوف ہونا، شادی بیاہ رشتہ ناطہ الگ

---

[8] "درسِ توحید" نامی یہ رسالہ ایک دیوبندی عالم سراج الدین جودھ پوری کا تحریر کردہ ہے جس پر احتشام الحق تھانوی دیوبندی اور محمد متین خطیب دیوبندی کی تصدیقی و تائیدی دستخط موجود ہیں۔ یہ رسالہ ہمیں میسر نہ آسکا، مگر اس رسالے کے جواب میں مناظرِ اہلسنت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی نام سے ایک مدلل رسالہ بنام "درسِ توحید" لکھا۔ جہاں یہ عبارت موجود ہیں۔ ہم علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے سے ان عبارات کا حوالہ پیش کر رہے ہیں۔ (ن اُویسی) (درسِ توحید از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، درسِ توحید کی عبارات کا خلاصہ، ص6، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان)

[9] (درسِ توحید از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، درسِ توحید کی عبارات کا خلاصہ، ص6، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان)

کر دیا جانا (سماجی تعلقات منقطع ہونا)، اور بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھنا"۔ یہ سب امور اس بات کی روشن دلیل کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں کہ (معاذ اللہ) آپ ﷺ کو کوئی قدرت (اختیار یا طاقت) حاصل نہ تھی۔ (معاذ اللہ)[10] (درس توحید)

"اسی طرح امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آنکھوں کے سامنے دریائے فرات بہہ رہا تھا۔ گھوڑے، گدھے، خچر اور اونٹ تک سیراب (پانی پی کر آسودہ) ہو رہے تھے، مگر آپ کا سارا کنبہ (اہل خانہ) تین روز سے پیاسا تھا اور پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہا تھا۔ پھر آپ کو اور آپ کے بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں اور بیٹوں کو برچھیوں (نیزوں) تیروں اور تلواروں سے چھلنی کر دیا گیا۔ آپ اپنے بچے کو پیش کر کے مخالفوں کو رحم دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر ہم نے تمہارا کچھ بگاڑا ہو تو وہ ہم پر ہے، اس بچے نے کیا بگاڑا ہے؟ مگر ایک بے رحم شخص کا تیر بچے کو لگتا ہے اور بچہ باپ کی گود میں وفات پا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ظاہری دنیاوی قدرت حاصل نہ تھی، کیونکہ قدرتِ کاملہ (مطلق اور غیر محدود اختیار) وہ ہے جو کسی دشمن سے نہ دبے (مغلوب نہ ہو)، اور (وہ قدرت) اگر خدا کے سوا کسی اور میں ہو سکتی تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دشمنوں کے مقابلے میں کبھی عاجز (بظاہر بے بس) نظر نہ آتے۔" (معاذ اللہ)[11] (درس توحید)

انتباہ: ان جملہ اعتراضات کے جوابات ہم نے "البشریته لتعلیم الامته" اور التصریفات في اختیار صاحب المعجزات و الکرامات" میں لکھے ہیں۔ یہاں تو صرف یہ بتانا ہے کہ توحیدی عقیدہ رسالت و ولایت سے دور کرنے کی ایک یہودیانہ سازش ہے۔ اسی لئے توحیدیوں کی اصولی کتاب "تقویۃ الایمان" کے اسباق میں ایک سبق یہ بھی ہے کہ "خدا کے سوا کسی کو نہ مان"۔

فائدہ: اس سبق کو توحیدیوں (محض توحید کا دعویٰ کرنے والے گروہ) نے سامنے رکھ کر رسالت و ولایت کے جملہ امورِ تعظیمی اور کمالات کو مختلف اطوار (اندازوں) سے شرک و بدعت کہا، اور یوں شرک و بدعت کا کھاتہ کھول دیا۔ تجربہ شاہد ہے (عملاً دیکھا گیا ہے) کہ ان کے ہاں دو ہی فتوے چلتے ہیں: شرک یا بدعت۔ اور اہلِ حق کے دلائل کو اوّل تو مانتے نہیں۔ اگر کوئی روایت پیش کی جائے تو اسے ضعیف یا موضوع (من گھڑت) قرار دے دیتے ہیں، اور یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ماننا۔

حالانکہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ، "صرف خدا کو ماننے والا بالکل مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو دل سے نہ مانے۔"

یہی خود اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔[12]

قارئینِ کرام! اگر اللہ قدوس کے ساتھ کوئی اور معبود مانا جائے تو یقیناً عقیدۂ توحید سلامت نہیں رہتا۔ لیکن اس کی بارگاہ کے مقرب و مقبول بندوں

---

[10] (درسِ توحید از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مؤلف درسِ توحید کا علمی شاہکار، ص 36 تا 37، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان)

[11] (درسِ توحید از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مؤلف درسِ توحید کا علمی شاہکار، ص 36 تا 37، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان)

[12] وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا (الفتح:13) **ترجمہ:** اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو بیشک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد:33) **ترجمہ:** اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔

کی محبوبیت ماننا، اور ان کے خداداد (اللہ کی عطا کردہ) عظیم کمالات اور بلند مقامات پر یقین رکھنا توحید کے خلاف نہیں، بلکہ عین تقاضائے توحید ہے۔ یہ وہی ہستیاں ہیں جن کے ادب واحترام کو وحدہٗ لاشریک نے واجب قرار دیا، جن کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ ملایا، اور جن کی رضا کو اپنی رضا قرار دیا۔

نبی پاک اللہ کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے ذکر کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء:59) **ترجمہ**: حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ (الأنفال:20)

ترجمہ: حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا اور سن کر اس سے منہ نہ پھیرو۔

وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبۃ:71) **ترجمہ**: اور اللہ اور رسول کا حکم مانتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (الأنفال:24) **ترجمہ**: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الأحزاب:36) **ترجمہ**: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النور:62) **ترجمہ**: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الأحزاب:57) **ترجمہ**: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبۃ:1) **ترجمہ**: اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بیزاری کا اعلان۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبۃ:3) **ترجمہ**: اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان۔

لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً (سورۃ التوبۃ:16)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا بھیدی (راز دار) نہ بنایا۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبۃ:63) **ترجمہ**: کیا انہیں معلوم نہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (المائدۃ:33) **ترجمہ**: ان کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں۔

وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (سورۃ التوبۃ:29) **ترجمہ**: اور اس چیز کو حرام نہیں ٹھہراتے جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام فرمائی۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (سورۃ الأنفال:13) **ترجمہ**: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے۔

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (الأنفال:1) **ترجمہ**: تم فرماؤ مالِ غنیمت اللہ اور رسول کا ہے۔

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (النساء:59) **ترجمہ**: تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (سورۃ التوبۃ:59) **ترجمہ**: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا۔

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ (سورۃ التوبۃ:59)

ترجمہ: اور کہتے ہیں اللہ ہمیں کافی ہے، اب اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول۔

اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (سورۃ التوبۃ:91) **ترجمہ**: جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں۔

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ(سورۃ التوبۃ:94) **ترجمہ**: اور اب اللہ اور اس کا رسول تمہارے کام دیکھیں گے۔

وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ(سورۃ التوبۃ:107) **ترجمہ**: اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول سے لڑتا آیا ہے۔

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ(التوبۃ:62) **ترجمہ**: اور اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی کریں۔

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ(الأنفال:41) **ترجمہ**: تو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(التوبۃ:80) **ترجمہ**: یہ اس لیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ(التوبۃ:74)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا مگر یہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا(الأحزاب:36) **ترجمہ**: جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم فرما دیں۔

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(الفتح:9) **ترجمہ**: کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الفتح:13) **ترجمہ**: اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے۔

وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ(الحشر:8) **ترجمہ**: اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(الصف:11) **ترجمہ**: ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ(المنافقون:8) **ترجمہ**: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(التغابن:8) **ترجمہ**: تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔

وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ(الحجرات:14) **ترجمہ**: اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(الحجرات:1) **ترجمہ**: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ(محمد:32) **ترجمہ**: اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو۔

وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ(التوبۃ:90) **ترجمہ**: اور وہ بیٹھ رہے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ(الأحزاب:29) **ترجمہ**: اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(الأحزاب:31) **ترجمہ**: اور جو تم میں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبردار ہو۔

وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ(الأحزاب:33) **ترجمہ**: اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(النور:61) **ترجمہ**: یہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (النور:52) **ترجمہ**: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ(الأنفال:27) **ترجمہ**: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو۔

فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(البقرۃ:279) **ترجمہ**: تو یقین کر لو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑائی کا۔

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(النساء:100) **ترجمہ**: اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کے لیے نکلے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا(المائدۃ:55) **ترجمہ**: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ(الفتح:10) **ترجمہ**: وہ جو تم سے بیعت کرتے ہیں وہ در حقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى(الأنفال:17) **ترجمہ**: اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ(النساء:64) **ترجمہ**: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ(النساء:80) **ترجمہ**: جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اصلی اور حقیقی توحید: صرف اللہ کو ماننا اور رسالت کے تصور کو درمیان سے ہٹا دینا کفر ہے، اور یہ سراسر گمراہی اور ابلیسی حرکت ہے۔ اس لیے کہ ابلیس نے صرف خدا تعالیٰ کو تو مانا اور اب بھی مانتا ہے، لیکن حکم الٰہی (سجدۂ آدم) کا انکار کیا، اس لیے ملعون ٹھہرا۔ اسی طرح کفارِ عرب بھی خدا تعالیٰ اور اس کی صفات کو عملی طور پر مانتے تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور آپ ﷺ کے کمالات کو دل سے نہ مانا، تو جہنم کے نچلے اور سخت ترین طبقے میں گرے، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ان کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں۔

یوں ثابت ہوا کہ توحید کا وہ مفہوم جو یہ بتائے کہ صرف اللہ کو مانو اور رسول ﷺ کے تصور کو درمیان سے ہٹا دو، دراصل ابلیسی توحید ہے۔ حقیقی توحید یہ ہے کہ اللہ کو معبودِ برحق مانا جائے اور رسول اللہ ﷺ کو اس کا نائب تسلیم کیا جائے۔

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ (دو جملے) **کلمہ توحید ہے**: صرف اللہ کا نام لینا اسلامی توحید نہیں، بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کو ساتھ ماننے کا نام اسلامی توحید ہے۔ یعنی کلمۂ طیبہ کا مفہوم یہ ہے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے اللہ ہونے کی نفی اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے الوہیت کو ثابت کرنا توحیدِ ربانی ہے، جو تمام اسلامی عقائد میں سے بنیادی حیثیت رکھنے والا عقیدہ ہے۔

یہ مضمون قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر بیان فرمایا گیا ہے۔ مثلاً: وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ(البقرۃ:163)

ترجمہ: اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، بڑا مہربان، نہایت رحم والا۔

انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ ہے: مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ(الأعراف:65) یعنی تمہارے لئے اللہ تعالی کے سوا کوئی اللہ یعنی خدا نہیں۔

نماز میں ہے: وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ یعنی اور تیرے سوا کوئی اللہ یعنی خدا نہیں۔

علمائے اسلام کا فیصلہ: وہ توحید جو توحیدی پیش کرتے ہیں اسکی تصدیق اسلاف رحمہم اللہ میں کسی سے بھی نہیں۔ بلکہ تردید ثابت ہے لیکن اللہ کے فضل سے جس طرح توحید اہلسنت مانتے ہیں اس کی تصدیق اسلاف صالحین میں ہزاروں بلکہ بے شمار علماء کرام کی تصریحات سے ملتی ہے۔

شرح عقائد کے حاشیے میں شرح مقاصد سے نقل کرتے ہیں:

أَنَّ حَقِيقَةَ التَّوْحِيدِ اعْتِقَادُ عَدَمِ الشَّرِيكِ فِي الْأُلُوهِيَّةِ (وَخَوَاصِّهَا، وَأَرَادَ بِالْأُلُوهِيَّةِ وُجُوبَ الْوُجُودِ).[13] (شرح عقائد نسفی، ص ۲۷)

[13] (حاشية الكوراني على شرح التفتازاني للعقائد النسفية، القسم الثاني/ قسم التحقيق، ص262، دار الكتب العلمية - بيروت ، لبنان، 2017م)

یعنی توحید کی حقیقت یہ ہے کہ اُلُوہِیَتْ (الٰہ ہونے کی صفت) اور اس کے خاصوں میں کسی چیز کو شریک نہ سمجھا جائے اور اُلُوہِیَتْ سے مراد واجب الوجود[14] ہونا لیا گیا ہے۔ اس میں اس امر کی صراحت ہے کہ اُلُوہِیَتْ کا معنی واجب الوجود ہوتا ہے اور توحید کا حقیقی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب الوجود نہ سمجھا جائے۔

فقیر نے گذشتہ اوراق میں مختصراً اور اپنی تصنیف " الْإِدْرَاكُ فِي الْإِشْرَاكِ " (کیا سنی مسلمان مشرک ہے؟) میں مفصلاً ثابت کر چکا ہے کہ بحمدہ تعالیٰ ہر سنی مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی واجب الوجود نہیں، اس لیے اس کے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں۔

چنانچہ عقائد حنفیہ کی مستند کتاب شرح فقہ اکبر میں ہے: وَالْحَاصِلُ أَنَّ صَانِعَ الْعَالَمِ وَاحِدٌ، إِذْ لَا يُمْكِنُ أَنْ يَصْدُقَ مَفْهُومُ وَاجِبِ الْوُجُودِ إِلَّا عَلَىٰ ذَاتٍ وَاحِدَةٍ مُتَّصِفَةٍ بِنُعُوتٍ مُتَعَدِّدَةٍ.[15] (شرح فقہ اکبر، ص ۱۲)

یعنی حاصل یہ ہے کہ تمام جہان کا بنانے والا ایک ہے اس لئے کہ واجب والوجود کا مفہوم سوائے ایک ذات کے جو متعدد صفتوں والا ہے اور کسی پر صادق نہیں آتا۔

اس میں آگے ہے: وَهٰذَا لِأَنَّهُ تَعَالَى وَاجِبُ الْوُجُودِ لِذَاتِهِ، وَمَا سِوَاهُ مُمْكِنُ الْوُجُودِ فِي حَدِّ ذَاتِهِ، فَوَاجِبُ الْوُجُودِ هُوَ الصَّمَدُ الْغَنِيُّ الَّذِي لَا يَفْتَقِرُ إِلَى شَيْءٍ، وَيَحْتَاجُ كُلُّ مُمْكِنٍ إِلَيْهِ فِي إِيجَادِهِ وَإِمْدَادِهِ.[16] (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری، ص ۱۷-۱۶)

یعنی اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے کسی جیسا نہیں ہے اس لئے کہ وہ واجب الوجود لذاتہ ہے اور اس کے ماسوا سب اپنی ذات میں ممکن الوجود ہیں۔

تو واجب الوجود وہ صمد اور غنی ہے، جو کسی چیز کا محتاج نہیں۔ اور اس کی طرف ہر ممکن (ہر موجود، ہر مخلوق) محتاج ہے اپنے موجود ہونے اور جاری رہنے میں۔

یہی مضمون تفسیر کبیر رازی میں ہے: أَمَّا الْوَاجِبُ لِذَاتِهِ فَهُوَ اللهُ تَعَالَى فَقَطْ.[17] (تفسیر کبیر، ج ۱۰، ص ۱۲۴)

یعنی بہر حال واجب الوجود لذاتہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہے دوسرا کوئی نہیں۔

نبراس میں ہے: لِأَنَّهُ بِحَسَبِ دَلَالَتِهِ عَلَى الْوُجُوبِ الذَّاتِيِّ يَدُلُّ عَلَى جَمِيعِ السُّلُوبِ.[18] (تفسیر کبیر، ج ۸، ص ۵۳۵)

یعنی لفظ الصَّمَدُ اللہ تعالیٰ کی شان میں جو آیا ہے، یہ اس کے واجب الوجود (خود موجود اور کسی کے محتاج نہ ہونے والی ذات) لذاتہ ہونے پر دلالت کرنے کے اعتبار سے تمام سلبی صفات[19] پر دلالت کرتا ہے۔

---

[14] (وہ ذات جو اپنی ذات کے سبب وجود میں ہے اور کسی سے پیدا نہیں ہوئی)۔ (س رضا)

[15] (شرح كتاب الفقه الأكبر، أصل التوحيد، ص30، دار الكتب العلمية ـ بيروت ، لبنان، 2016م)

[16] (شرح كتاب الفقه الأكبر، أصل التوحيد، ص31، دار الكتب العلمية ـ بيروت ، لبنان، 2016م)

[17] (تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير، سورة الفاتحة: 1إلى7، الكتاب الثالث الكلام في سورة الفاتحة وفي ذكر أسماء هذه السورة، الباب الخامس في تفسير سورة الفاتحة، وفيه فصول، الفصل الثاني في تفسير قوله رب العالمين، 1/ 198، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة – 1420 هـ)

[18] (شرح كتاب الفقه الأكبر، سورة الإخلاص:3، 32/ 363، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة – 1420 هـ)

[19] (وہ صفات جو اللہ سے منفی یا غیر متعلق ہیں، جیسے محتاج ہونا، کمزوری، عجز وغیرہ)۔ (س رضا)

ان مذکورہ بالا ائمہ تصریحات سے جہاں یہ واضح ہوا کہ واجب الوجود ہوتا۔

اُلوہیت کا معنی ہے، جو صرف اللہ تعالی میں ہے اور کسی میں نہیں پایا جاتا۔ وہاں (واجب الوجود کا مفہوم بھی واضح ہوا کہ) واجب الوجود وہ ہے جو اپنی ذات اور اپنی صفات اور اپنے کاموں میں کسی کا محتاج نہیں ہو۔ دوسرے سب اس کے محتاج ہوں۔ یعنی اس کی ذات خود قائم ہے۔ اسے کسی نے بنایا نہیں۔ اس کی صفتیں اس کی ذات سے یعنی ذاتی ہیں۔ کسی نے اسے وہ صفتیں دی نہیں۔

نیز علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اتقان میں ابن ملیق علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَالتَّوْحِيدُ إِثْبَاتُ إِلٰهِيَّةِ الْمَعْبُودِ وَتَقْدِيسُهُ، وَنَفْيُ إِلٰهِيَّةِ مَا سِوَاهُ. [20] (اتقان، ص۱۲۰، ج۲)

یعنی پس توحید یہ ہے کہ معبود کی الوہیت اور ہر عیب سے اس کا پاک ہونا ثابت کیا جائے اور اس کے ماسوا سے الوہیت کی نفی کی جائے۔

(۱) اُلوہیت کو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ماننا اور اس کے ماسوا سے الوہیت کی نفی کرنا توحید ہے۔

(۲) اُلوہیت کا معنی واجب الوجود ہوتا اور عبادت کا حقدار ہوتا ہے۔

(۳) واجب الوجود ہونا الوہیت کا اصلی حقیقی معنی ہے اور عبادت کا حقدار ہونا الوہیت کا التزامی معنی ہے۔

(۴) واجب الوجود کا معنی کہ ذات اس کی خود قائم ہے۔ کسی نے بنائی نہیں۔ اور اس کی صفتیں اس کی ذات سے قائم ہیں۔ کسی نے اس کو صفتیں عطا نہیں کیں۔ اور کام وہ خود اپنی طاقت و قدرت و علم و حکمت و تصرف سے کرتا ہے۔ کسی کی دی ہوئی طاقت و قدرت سے نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ وہ صفات (خوبیاں و خصائص) جو باری تعالیٰ کی ہیں، وہی اس کے حبیب ﷺ کی بھی ہیں۔ مثلاً، صفات باری تعالیٰ یوں ہیں:

رحمن (سب پر مہربان)، اول (پہلا)، علیم (ہر چیز جاننے والا)، بصیر (ہر چیز دیکھنے والا)، مغنی (غنی کرنے والا)، حامد (تعریف کرنے والا)، ماحی (بادلہ اور ظلم مٹانے والا)، روف (نرمی کرنے والا)، آخر (آخری)، احد (واحد)، منعم (کفیل، نعمت دینے والا)، عزیز (قوی و غالب)، شافی (شفا دینے والا)، رحیم (رحم کرنے والا)، ظاہر (ظاہر)، کریم (سخی)، غفور (بہت معاف کرنے والا)، شکور (شکر ادا کرنے والا)، وکیل (حفاظت کرنے والا)، مبین (واضح کرنے والا)، نور (روشنی)، باطن (باطنی علم والا)، خلیفہ (خلافت کرنے والا)، حکیم (حکمت والا)، جامع (سب کچھ شامل کرنے والا)، ہادی (ہدایت دینے والا)، شاہد (گواہ)، ولی (دوست خدا)، شہید (گواہ حق)، مبشر حق (حق کی خوشخبری دینے والا)، نافع (فائدہ دینے والا)، دافع (ضرر سے بچانے والا)، سمیع (سنتا ہوا)، غنی (ہر چیز سے بے نیاز)، محمود (تعریف کے قابل)، مومن (ایمان والا)

اور رسول اللہ ﷺ کے اسمائے طیبہ یوں ہیں:

اول، علیم، رؤف، آخر، وحید، رحیم، ظاہر، کریم، نور، باطن، خلیفہ، شاہد، ولی، شہید، سمیع، غنی، محمود، بصیر، مغنی، حامد، ماحی، منعم، کفیل، عزیز، شافی، شکور، غفور، وکیل، مبین، حکیم، جامع، ہادی، مبشر، حق، نافع، دافع

نوٹ: یہ صرف بطور نمونہ عرض کئے گئے ہیں۔ علماء محققین نے دلائل قاہرہ سے ثابت فرمایا ہے کہ اللہ تعالی کی ہر صفت حضور سرور عالم ﷺ سے موصوف ہیں۔ فرق وہی کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عطائی، "منجانب اللہ"۔

تفصیلی صفات مع دلائل فقیر کی تصنیف "اسماء المصطفیٰ" میں ہے۔

---

[20] (الإتقان في علوم القرآن، النوع الثالث والسبعون: في أفضل القرآن وفاضله، 4/ 147، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394 هـ/ 1974 م)

بہر حال، توحید باری تعالیٰ میں ذات وصفات باری تعالیٰ کو الوہیت کے خاصہ (خصوصیت) کے طور پر ماننا ضروری ہے، جو کہ ذاتی ہیں اور کسی کی طرف سے ان کو عطا نہیں کیا گیا۔ اور مخلوق میں جو صفات پائی جاتی ہیں وہ رب العالمین جل جلالہ کی عطا ہے۔ ان کو خدا تعالیٰ کی صفات کہنا کفر و شرک ہے۔ ان کو صفات باری کے ظہور (ظاہر ہونے) اور جس مخلوق میں وہ عطا ہوئیں اس کو اس کا مظہر (نمونہ، آئینہ) کہنا ایمان ہے۔ خواہ وہ صفت کیسی ہی ہو، مثلاً: حاضر و ناضر، علم غیب، نور، تصرف و اختیار (اختیار اور حکمرانی) وغیرہ وغیرہ۔

توحیدیوں کی ایک غلطی کا ازالہ: توحیدی لوگ انبیاء و اولیاء سے تعظیم و احترام کے متعلقات افعال کو عبادت کے کھانے میں ڈال کر شرک کا فتوی لگا دیتے ہیں یہاں تک کہ کسی بزرگ کے ہاتھ پاؤں چومنا اور ان کی تعظیم کے۔ کے لئے قیام وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ مخلوق کی تعظیم کے لئے خود اللہ تعالی کے صریحی ارشادات قرآن مجید میں ہیں لیکن توحیدی نہیں مانتا اسی لئے یہاں تعظیم خلق و عبادت خالق کا فرق سمجھنا ضروری ہے۔

عبادت: صرف اللہ واجِب الوجود ہے، وہ ہر قسم کی محتاجی اور فنا سے پاک ہے، اور جو واجب الوجود نہیں وہ عبادت کا مستحق نہیں۔ اگر اللہ تعالی کے سوا کسی اور کو عبادت کا مستحق مانا جائے تو یہ شرک ہے، کیونکہ اس کا واجب الوجود ماننا لازم آئے گا۔ اور واجب الوجود صرف اللہ تعالی کی ذات ہے اور کوئی نہیں، نہ نبی، نہ ولی، نہ کوئی اور، یہاں تک کہ امام الانبیاء بھی نہیں۔

یاد رہے کہ عبادت بھی تعظیم کی انتہائی کیفیت کا نام ہے، جو نہایت عاجزی و انکساری پر مشتمل ہے، لیکن عبادت محض عاجزی کی کسی خاص شکل کا نام نہیں۔ جب تک کہ دل کے خاص عقیدے اور نیت کی بنیاد پر اسے نہ کیا جائے۔ کیونکہ فرشتوں نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو سجدہ تعظیم کیا تھا، آپ کی عبادت نہیں کی تھی۔ حالانکہ عاجزی کی شکلوں میں یہ سجدہ عاجزی کی انتہائی مشکل ہے۔ اسی طرح حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو آپ کے ماں باپ اور گیارہ بھائیوں نے سجدہ تعظیم کیا، آپ کی عبادت نہیں کی، کیونکہ جس اعتقاد اور نیت سے عبادت بنتی ہے وہ اس عاجزی میں شامل نہ تھی۔

تعریف عبادت از اسلام:

(۱) صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں کہ،

وَالْعِبَادَةُ أَقْصَى غَايَةِ الْخُضُوعِ وَالتَّذَلُّلِ...، وَالْعِبَادَةُ غَايَةُ التَّذَلُّلِ مِنَ الْعَبْدِ، وَنِهَايَةُ التَّعْظِيمِ لِلرَّبِّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى. [21]

(خازن، ص۱۹، ج۱)

یعنی عبادت آخری حد کی عاجزی ہے اور عبادت بندے کی عاجزی ظاہر کرنے کی آخری حد ہے۔ اور رب تعالیٰ سبحانہ کی انتہائی عظمت و بڑائی کو ماننا ہے۔

(۲) صاحب تفسیر مدارک فرماتے ہیں کہ، وَهِيَ أَقْصَى غَايَةِ الْخُضُوعِ وَالتَّذَلُّلِ. [22] (نسفی، ص۶، ج۱) یعنی وہ عبادت عاجزی ظاہر کرنے کی آخری حد ہے۔

(۳) حضرت امام فخر الدین رازی قدس سرہ نے لکھا کہ،

---

[21] (تفسير الخازن لباب التأويل في معاني التنزيل، الفاتحة 1إلى7، 1/ 20،دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415 هـ)

[22] (تفسير النسفي = مدارك التنزيل وحقائق التأويل، سورة الفاتحة:5، 1/ 31، دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة: الأولى، 1419 هـ – 1998 م)

أَنَّ الْعِبَادَةَ عِبَارَةٌ عَنْ نِهَايَةِ التَّعْظِيمِ، وَهِيَ لَا تَلِيقُ إِلَّا بِمَنْ صَدَرَ عَنْهُ غَايَةُ الْإِنْعَامِ[23] (تفسیر کبیر، ص ۱۳۲، ج ۱)

یعنی عبادت انتہائی عظمت ماننا ہے اور وہ صرف اس کے لئے لائق ہے جس سے انتہائی انعام صادر اور ظاہر ہوا ہے۔

(۴) حضرت ابو السعود رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَالْعِبَادَةُ أَقْصَى غَايَةِ التَّذَلُّلِ وَالْخُضُوعِ.[24] (ابو السعود حنفی، ص ۴۷: ہامش کبیر، ج ۱)

یعنی عبادت اقصی الغایات (انتہائی) تعظیم کا نام ہے۔

فائدہ: اسلاف رحمہم اللہ کی تصریحات سے واضح ہوا کہ عاجزی ظاہر کرنے کی آخری حد محض کسی خاص شکل سے ثابت نہیں بلکہ اس کا دار و مدار ایک خاص اعتقاد اور نیت پر ہے۔

تفسیر خازن اور امام رازی علیہ الرحمہ نے وضاحت کر دی ہے کہ رب تعالی کی انتہائی عظمت کو ماننا عبادت کی روح ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت ذات یہ ہے کہ وہ واجِب الوجود ہے۔ اور اس کی تمام صفات ذاتی (خود سے موجود اور اپنی ذات میں مستقل) ہیں، کسی کی عطا کردہ نہیں۔ وہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں اور نہ ہی وہ کسی ایک صفت میں کسی کا محتاج ہے۔ تمام موجودات کو ہر قسم کے احسانات سے وہ ممنون (شکر گزار بنانے والا، نوازنے والا) فرمانے والا ہے۔

اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو عاجزی کا معاملہ کیا جائے وہ اس کی عبادت ہے، خواہ:

- اس کے لیے ہاتھ کھول کر کھڑا رہے یا باندھ کر، جیسا کہ قومہ اور قیام میں،
- خواہ اس کے لیے جھک جائے، جیسا کہ رکوع اور سجدہ میں،
- یا اس کے نام کا ذکر کرے، جیسا کہ زبانی اذکار،
- یا اسے مصیبت میں پکارے، جیسا کہ دعا (طلب حاجت یا مدد) میں،
- یا اس کی رضا کے لیے مال قربان کرے، جیسا کہ زکوۃ و نفلی صدقات،
- یا اس کے لیے چلے پھرے، جیسا کہ حج میں طواف، صفا و مروہ کے درمیان حرکت، مسجد کی طرف جانا، مریض کی عیادت کرنا، بشرطیکہ یہ اس کی تعلیم کے موافق ہو اور مخالف نہ ہو۔

کیونکہ اللہ کے لیے عاجزی انتہائی تعظیم ہے، جو عبادت ہے۔ اور اگر کسی مخلوق کے لیے ایسی عظمت ذات یا عظمت صفات یا کسی ایک صفت یا فعل میں ایسی عظمت جو اللہ کے معنی میں پائی جاتی ہے، مان کر اس کے لیے عاجزی کرے، تو وہ اس کی عبادت ہو گی، جو خالص شرک ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں اللہ والی عظمت نہیں، کہ وہ کسی بات میں اللہ تعالیٰ کا ممنون نہ ہو یا اس سے کسی بات میں بے نیاز ہو۔

---

[23] (تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير، سورة الفاتحة: 1 إلى 7، الكتاب الثالث الكلام في سورة الفاتحة وفي ذكر أسماء هذه السورة، الباب الخامس في تفسير سورة الفاتحة، وفيه فصول، الفصل الخامس في تفسير قوله إياك نعبد وإياك نستعين، 1/ 208، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة – 1420 هـ)

[24] (تفسير أبي السعود = إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم، سورة الفاتحة: 5، 1/ 16، دار إحياء التراث العربي – بيروت)

تعظیمِ مخلوق: کسی کو نبوت یا ولایت کے مقام پر فائز مان کر یا بہ عطاء الٰہی محسن سمجھ کر اس کے لئے عاجزی کا اظہار کرتا ہے تو یہ انتہائی عاجزی نہ ہو گی اور نہ اس کی عبادت ہو گی بلکہ اس کا ادب اور تعظیم ہو گی۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے اہلسنت کا منشور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں ایسی تعظیم کا حکم فرمایا:

(۱)فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(پ۹،اعراف:157)

ترجمہ: پس جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تعظیم کی اور آپ کے دین کی مدد کی اور اس نور کا اتباع کیا جو آپ کے ساتھ اتارا گیا۔ وہی لوگ کامیاب ہیں۔

(۲)لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ(پ26،الفتح:9)

ترجمہ: تاکہ اے لوگوں تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

(۳)وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ(پ17،الحج:32)**ترجمہ:** اور جو کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

اسی طرح مکہ مکرمہ اور اس کا گرد و نواح اور مدینہ منورہ اور اس کا گرد و نواح حرم ہیں اور ان کی تعظیم و ادب لازم کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ یہ حرم کی عبادت نہیں بلکہ ثواب اور اجر کا موجب ہے، کیونکہ ان کی انتہائی عظمت اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں مانی جاتی۔ اور نہ ان کے لیے یہ انتہائی عاجزی ہے۔ بلکہ مخلوق مان کر اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم سے مشرف مان کر ان کا احترام کیا جاتا ہے۔

اسی طرح والدین کی تعظیم باعث رضائے الٰہی اور موجب اجر (انعام کا سبب) ہے۔ ان کی تعظیم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں۔

ایسے ہی استاد اور مرشد کی تعظیم و ادب، قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی تعظیم و ادب وغیرہ میں بعض فرض ہیں اور بعض مستحبات۔

لیکن توحید کی کے لیے ان میں اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف ہو تو نبی و ولی کی تعظیم و ادب میں ہو سکتا ہے، اس بات سے سمجھیں کہ ان کے دل میں کالہ نہیں ہونا چاہیے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے "فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا"[25] میں واضح فرمایا ہے۔

خلاصۃ البحث: فقیر کی اس مختصر سی تحقیق سے واضح ہوا کہ کسی ذات کو معبود سمجھ کر اسے حاضر و ناظر ماننا اور اس کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھنا اور نور سمجھنا اور اس سے مدد مانگنا وغیرہ عبادت بن جاتا ہے۔ اگر ایسا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جائے تو اس کی عبادت اور حق ہے اور اگر اس کے سوا کسی اور کے لئے کیا جائے تو اس کی عبادت ہو گی اور یہ خالص شرک ہو گا۔ اسی لئے قرآنِ کریم میں جہاں اللہ سمجھ کر پکارا آیا ہے، وہاں پکار عبادت والی مراد ہے، اور مفسرین یَدعون، تَدعون اور دعا کے لئے یَعبدون، تَعبدون سے عبادت معنی کرتے ہیں۔

اگر عنایاتِ ربانی سے سرفراز اور عطاے خداوندی (اللہ کی بخشش) سے مالامال سمجھ کر، اذنِ الٰہی (اللہ کی اجازت) سے مدد کرنے والا سمجھ کر پکارا جائے تو یہ انتہائی عاجزی نہیں، اور نہ ان کی یہ عظمت انتہائی عظمت ہے۔ کیونکہ عطائی عظمت (اللہ کی دی ہوئی عظمت) سے اوپر ذاتی عظمت (اپنی ذات سے ثابت عظمت) ہے۔ یہ ان کی عبادت نہ ہوئی بلکہ ان کی تعظیم اور ان کا ادب اور ان کی عقیدت ہوئی، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں بلکہ یہ خاصۂ مخلوق (مخلوق کی خصوصیت) ہے۔ اسی طرح

---

[25] (البقرۃ:10) **ترجمہ:** ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی

اللہ تعالیٰ محبوبِ حقیقی ہے اور ذاتی طور پر محبت کا مستحق ہے۔ یہ انتہائی عظمت ہے جو صرف اللہ تعالیٰ میں ہے، اور مخلوق سے محبت ذاتی مستحق مان کر نہیں بلکہ تجلیاتِ خداوندی (اللہ کی صفات کے ظہور) کا مرکز اور واسطۂ قربِ الٰہی جان کر ہے۔

اسی طرح جملہ صفات وافعال کو سمجھئے کہ معبود سمجھ کر ماننا شرک ہے، محبوب سمجھ کر ادب و تعظیم بجالانا عین اسلام ہے۔ اس کے لئے مزید دلائل اور امثلہ (مثالیں) قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن غبی المزاج (ناسمجھ، کند فہم) کے لئے دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بارے میں فرماتا ہے کہ، وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (پ9، الاعراف:138)

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار اتارا تو ان کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ اپنے بتوں کے آگے آسن مارے (جم کر بیٹھے) تھے بولے اے موسیٰ ہمیں ایک خدا بنادے جیسا ان کے لئے اتنے خدا ہیں بولا تم ضرور جاہل لوگ ہو۔

فائدہ: آیت میں "عُكُوْفُ الْأَصْنَامِ "یعنی بتوں کے پاس بیٹھنے کی مذمت کی گئی ہے۔ صرف اس لئے کہ ان بتوں کو معبود سمجھ کر وہ لوگ آسن مارے بیٹھے تھے۔ اگر کوئی بتوں کے پاس معبود سمجھ کر نہ بیٹھے عام پتھر سمجھ کر بیٹھے تو شرک نہیں۔ جیسا کہ صفا و مروہ کی سعی کے لئے انتباہ سے ثابت ہوا ہے

صاحب روح البیان نے اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ (البقرۃ:158) کا شان نزول بیان فرمایا کہ، بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ دونوں ایک مرد اور عورت تھی انہوں نے کعبہ میں زنا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی صورتیں مسخ کر کے پتھر کر دیا۔ پھر یہاں پر رکھ دیئے گئے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو جب بہت بڑا عرصہ گزرا تو ان کی پرستش ہونے لگی جاہلیت کے لوگ کعبۃ اللہ کا طواف کرتے تو انہیں تعظیم کے طور ہاتھ لگاتے جب دور اسلام شروع ہوا تو تمام بت توڑ دیئے گئے ان میں یہ صفا و مروہ والے بت بھی تھے۔ مسلمانوں کو صفا و مروہ کی سعی کا حکم ہوا تو ان کا یہاں صفا و مروہ پر جانے سے نفرت ہوتی۔ صرف انہی بتوں کی وجہ سے کیونکہ صحابہ کرام ہر فعل جاہلیت سے کراہت کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ ان کے مابین طواف کرنا چاہئے اور فرمایا یہ تو شعار اللہ ہے۔[26]

ایسے ہی بتوں کو وسیلہ بنانے کی مذمت اس لئے فرمائی کہ کفار بتوں کو معبود سمجھ کر وسیلہ بناتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ یَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا

(پ15، بنی اسرائیل:5 الی 7)

ترجمہ: وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔ اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا: وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر:3)

ترجمہ: اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنالئے کہتے ہیں کہ ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔

---

[26] (روح البیان، البقرۃ: 158، 1/ 262، دار الفکر۔ بیروت، لبنان)

ان آیات میں بتوں کو وسیلہ بنانا ممنوع فرمایا صرف اس لئے کہ وہ انہیں معبود سمجھ کر وسیلہ بناتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود وسیلہ انبیاء و اولیاء کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آیت: وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ[27] (النساء:176) اور (ایک) آیت: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ[28] (المائدہ:120) میں اس کا حکم واضح ہے۔

اختلافی مسائل کا حل: انہی قواعد و اصول کے پیش نظر اختلافی مسائل کا حل آسان ہے کہ اللہ تعالی کی صفات و افعال ذاتی اور انبیاء و اولیاء کی صفات و افعال عطائی ہیں۔ مثلاً: اللہ تعالی کا حاضر و ناظر ہونا اس کا علم غیب اور اختیار و قدرت اور نور ہونا وغیرہ ذاتی ہے اور انبیاء و اولیاء کے لئے عطائی۔

مثلاً: علم غیب کو لیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا[26] اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (پارہ29، سورہ جن:26 اِلی27)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے وہ اپنے خاص غیب پر کسی کو غلبہ نہیں دیتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ رسول اللہ تعالی کی عطا سے علم غیب رکھتے ہیں۔ اور ان کے لئے اللہ کے دینے سے غیب کا علم ماننا نہ توحید کے منافی ہے اور نہ شرک ہے۔

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ (پارہ30: سورہ التکویر:28) **ترجمہ:** اور یہ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

فائدہ: اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ہدایت کاملہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان کرنے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ کھلا کھلا بیان فرماتے ہیں جیسا کہ آگے احادیث کے ضمن میں ذکر آئے گا۔

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا (پارہ5، سورہ نساء:113، ع13)

ترجمہ: اے حبیب کریم ﷺ اللہ تعالی نے آپ کو ان تمام چیزوں کا علم دے دیا جن کو آپ اس سے پہلے نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالی کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے۔

فائدہ: اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ وہ غیب کئی قسم کی چیزیں جو پہلے آپ نہیں جانتے تھے ان سب کا علم اللہ تعالی نے آپ کو دے دیا۔ ان چیزوں میں شرعی احکام اور دلوں کے راز اور تمام پوشیدہ چیزیں شامل ہیں۔ جیسا کہ اس آیت کی تفسیریں میں مفسرین نے لکھا ہے۔

علم غیب کی مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب "غَایَةُ الْمَأْمُوْلِ فِیْ عِلْمِ الرَّسُوْلِ ﷺ" کا مطالعہ کیجئے۔

حاضر و ناظر: یہ صفت بھی مطلقاً خاصہ خدا نہیں ہے۔ جس کو کسی نبی یا ولی کے لئے ماننا توحید باری کے خلاف اور شرک ہو۔ کیونکہ قرآن کریم میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ صفت ثابت ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا (سورہ نساء:41)

ترجمہ: پھر کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے، (یعنی اس امت کے نبی کو اس امت کا گواہ بنائیں گے) اور اے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ہم ان پر گواہ لائیں گے۔

---

[27] ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔ (کنز الایمان) (س رضا)

[28] ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (کنز الایمان) (س رضا)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ نسفی لکھتے ہیں: أَيْ أُمَّتَكَ، ﴿شَهِيدًا﴾ حَالٌ، أَيْ شَاهِدًا عَلَىٰ مَنْ آمَنَ بِالْإِيمَانِ، وَعَلَىٰ مَنْ كَفَرَ بِالْكُفْرِ، وَعَلَىٰ مَنْ نَافَقَ بِالنِّفَاقِ.[29] (تفسیر نفسی، جلد نمبر ۱، صفحہ ۱۷۶)

یعنی آپ اپنی امت کے ایمان والوں پر ان کے ایمان کی گواہی دیں گے اور کفر کرنے والوں پر ان کے کفر کی۔ اور منافقین پر ان کے منافق ہونے کی قیامت کے روز آپ گواہی دیں گے۔ اور معالم التنزیل میں ہے: شَاهِدًا يَشْهَدُ عَلَىٰ جَمِيعِ الْأُمَّةِ، عَلَىٰ مَنْ رَآهُ وَمَنْ لَمْ يَرَهُ..[30] (معالم التنزیل، جلد نمبر ۱، ص ۴۴۱)

یعنی آپ اپنی تمام امت پر قیامت کو گواہی دیں گے جو آپ کے زمانے میں موجود ہوئے اور جو بھی اس وقت موجود نہ ہوئے تھے۔

اور حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک دن مدینہ منورہ سے نکل کہ احد کے شہیدوں کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ یا ایک تشریح کے مطابق ان کی قبروں پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر آپ لوٹ کر منبر کی طرف شریف لائے۔ اور فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو یعنی پہلے جاکر انتظام کرنے والا ہوں۔ اور میں تم پر گواہ ہوں اور بلاشبہ میں اللہ کی قسم البتہ اپنے حوض (کوثر) کی طرف دیکھ رہا ہوں۔[31] (بخاری، ج ۱، ص ۱۷۹)

ملک الموت: موت کے فرشتے کو ہر وقت ہر ذی روح کے ساتھ حاضر و ناظر مخالفین بھی مانتے ہیں۔ اگر یہ صفت خاصہ خدا ہے، تو پھر موت کے فرشتے کے لئے ماننا کیوں شرک نہیں اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "ملک الموت اور حاضر و ناظر" پڑھئے۔

لطیفہ: مولوی اسماعیل دہلوی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا بدعت سیئہ ہے۔ (ایضاح الحق الصریح)

مولوی اسماعیل توحیدیوں کے امام برحق ہیں۔ حاضر و ناظر کی تحقیق فقیر کی تصنیف "دلوں کا چین" پڑھے۔

مشکل کُشا حاجت روا: یہ صفت بھی اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہے لیکن اس کی عطا و اذن سے انبیاء و اولیاء نے بغیر کسی سبب ظاہری کے بے شمار مشکلیں حل فرمائیں آیات قرآن اور احادیث صحیحہ میں انبیاء و اولیاء کے لئے ثابت ہے۔

قرآن مجید:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادر زاد اندھوں اور کوڑھوں کو ہاتھ پھیر کر باذن الٰہی بینا و تندرست کر دیتے تھے اور باذن الٰہی مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔

(سورہ آل عمران: 149، پ 3)

اور سورہ مائدہ: 110، پ 7، میں بھی یہ آیت موجود ہے۔

(۲) حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک صحابی آصف بن برخیا جو کہ ولی ہے۔ ملک سبا سے بلقیس کا بھاری تخت پلک جھپکنے سے پہلے لاکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں رکھ دیتا ہے۔ (پارہ 19، سورہ نمل: 40)

احادیث مبارکہ:

---

[29] (تفسير النسفي = مدارك التنزيل وحقائق التأويل، النساء: 41، 1/ 359، دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة: الأولى، 1419 هـ - 1998 م)

[30] (مختصر تفسير البغوي المسمى بمعالم التنزيل، النساء: 41، 1/ 181، دار السلام للنشر والتوزيع - الرياض، الطبعة: الأولى، 1416هـ)

[31] (صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب في الحوض، 5/ 2408، الحديث 6218، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

(۱) حدیث مبارک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زوراء (مدینہ منورہ کا مقام) کے مقام پر جبکہ پانی نایاب (کم) تھا آپ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا آپ نے اس میں اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی برتن میں جاری ہو گیا تو لوگوں نے وضو کر لیا۔[32]

(۲) حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ تم کتنے آدمی تھے جنہوں نے وضو کیا تو آپ نے فرمایا کہ تقریبا تین سو۔[33]

(متفق علیہ، مشکوۃ شریف، ص ۵۳۷)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں جو کی روٹیوں کو توڑ کر اس میں گھی نچوڑ کر چوری بنائی گئی اور اس کھانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دس دس آدمی بٹھا کر باری باری کھلانا شروع کر دیا، اسی (۸۰) صحابہ کھا کر سیر ہو گئے۔ اور وہ چوری کا کھانا جتنا تھا اتنا ہی ابھی پڑا تھا۔ اس سے کچھ کم نہیں ہوا۔[34] (متفق علیہ، مشکوۃ شریف، ص ۵۳۷)

نفع ونقصان: ذاتی صفت اللہ تعالی کی ہے عطائے خلق خدا کے بارے میں خود اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے آیت:

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (پ9، الاعراف:188)

ترجمہ: کہہ دیجئے میں اپنی جان کے نفع و نقصان کا خود مالک نہیں مگر جو چاہے اللہ۔

ارشاد فرمایا ہے کہ ذاتی طور تو نفع و نقصان کا مالک اللہ تعالی ہے لیکن اپنی مخلوق میں جس کے لئے چاہے نفع و نقصان کا مالک بنا دے۔

چنانچہ آیات ذیل میں ہے: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ (پ27، الذریت:55) **ترجمہ**: اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو نفع دیتا ہے۔

وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ (پ27، الحدید:25)

ترجمہ: اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت اثر (نقصان) اور لوگوں کے لئے نفع ہے۔

وَ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ (پ18، المؤمنون:22) **ترجمہ**: اور ان چوپایوں میں تمہارے لئے بہت سے نفع ہیں۔

یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ (پ5، المائدۃ:119) **ترجمہ**: اس دن بچوں کو ان کا سچ نفع پہنچائے گا۔

یَوْمَىٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا (پ۱۶، طٰہٰ:119)

ترجمہ: قیامت کے دن کسی کی شفاعت نفع نہ دے گی مگر اس کی شفاعت نفع دے گی، جسے رحمن نے اذن دے دیا اور جس کی بات پسند فرمائی۔ کافروں کی شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی (مومنوں کو دے گی)۔

وَ یَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ (پ4، آل عمران:176) **ترجمہ**: اور وہ (جادو) سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے گا اور نفع نہ دے گا۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت و تاثر رکھتا ہے۔ لہذا اس کے مقبول اور پاک بندوں میں بھی نفع و برکت پہنچانے کی قدرت و تاثر (اثر) اللہ تعالی کی عطا سے ثابت ہوئی۔

---

[32] (صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، 3/ 1309، الحديث 3379، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

[33] (مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب في المعجزات، الفصل الأول، 3/ 1659، الحديث 5909ـ(42)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

[34] (مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب في المعجزات، الفصل الأول، 3/ 1658، الحديث 5908ـ(41)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

لطیفہ: توحیدی بد نظر کو مانتے ہیں بلکہ اس موضوع پر ان کی طویل تصانیف ہیں حال ہی میں ایک کتاب "اَلنَّظْرُحَقٌّ" نجدیوں نے شائع کی ہے جس میں دلائل و شواہد سے بے شمار لوگوں کی بد نظر کا اثبات کیا ہے، لیکن انہیں کہا جائے کہ انبیاء و اولیاء کی نگاہِ کرم سے ہزاروں بلکہ لوگوں کی بگڑی بن گئی۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نظر (توجہ) سے کئی چوروں کو ابدال (اللہ کے خاص نیک بندے) بنایا، وغیرہ وغیرہ۔

تو ان کو شرک یاد آجائے گا، گویا یہ شر (برائی) کے قائل ہیں لیکن خیر (بھلائی) کے دشمن۔ حالانکہ جہاں نظر شر کا حق ہونا (برائی کے اثر کا ثابت ہونا) ہے تو نظر خیر کا حق ہونا بطریقِ اولیٰ حق ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں "اَلنَّظْرُحَقٌّ" مطلق نظر ہے خیر ہو یا شر، لیکن افسوس کہ توحید نظر شر کو دلائل سے ثابت کرے اور نظر خیر کو شرک بتائے۔

عجب رنگ ہیں ان کے توحیدی ہونے کا

حالانکہ چاہئے یہ کہ نظر خیر کو پہلے مانا جائے کیونکہ مومن سراپا خیر ہی خیر ہے اور شر کو بعد میں لیکن وہ بھی مجبور ہیں کہ انہیں خیر نصیب ہوئی ہی نہیں۔ ورنہ جنہیں خیر ہی خیر ہے وہ بول اٹھتے ہیں: نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی *** بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

هٰذَا آخِرُ مَا رَقَمَهُ قَلَمِ

الفقیر القادري ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

۱۳۹۷ھ